۱۲۰۴

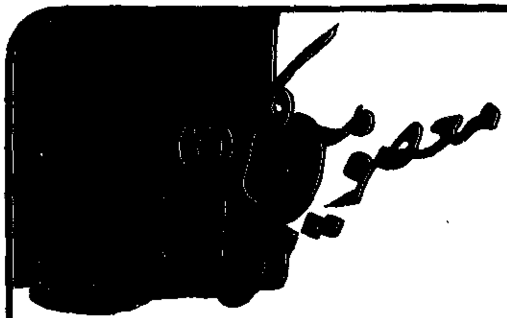

چھٹا معصوم

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

Ansariyan Publications
P.O.B 37185/187 QUM
Islamic RePublic Of Iran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اس میں کوئی شک نہیں کہ چہاردہ معصوم کی سیرت و زندگی ہمارے لئے نمونہ عمل ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر طبقہ کیلئے سیرت معصومین سے متعلق مفید اور مناسب کتابیں لکھی جائیں۔ زیر نظر کتاب نوجوانوں اور جوانوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود ہمارے نوجوانوں اور جوانوں کو سیرت معصومین سے آشنا کرنے کیلئے مفید ثابت ہوگی
آخر میں ہم حجۃ الاسلام جناب سید مہدی آیت اللہی (ایرانی)
جناب محمد افضل حیدری "پاکستانی" جناب نثار احمد (ھندی)
اور جناب علی حیدر قاضی (ھندی) کے شکر گزار ہیں۔
کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف و ترجمہ میں ہمارے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا۔ خداوند متعال اُن کی توفیقات میں اضافہ اور انکو سعادت دارین سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

ناشر

پیارے بچو! اور عزیز نوجوانو!

چونکہ بہتر تربیت کے لئے عمدہ اخلاقی آئیڈیل کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلہ میں بہترین نمونہ ہمارے مذہبی پیشوا اور آئمہ معصومین ہیں

آپ کو ان کی اخلاقی زندگی سے آشنا کرنے کے لئے ہم نے ضروری جانا کہ معصومین کی زندگی کے مہم ترین پہلوؤں کی تحقیق کر کے ان کو سادہ اور آسان الفاظ میں تحریر کریں جنھیں آپ بہتر طور پر سمجھ سکیں،

یہ رسالہ معصومین کے حالات زندگی پر مشتمل دسیوں اہم کتب کا خلاصہ ہے اور تاریخدان حضرات نے مطالعہ اور تحقیق کے بعد اس کی تائید فرمائی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ اسکو غور سے پڑھیں گے اور اپنی عمدہ آرا، سے ہمیں مطلع فرمائیں گے اور ہم آپ کے اس تعاون اور راہنمائی پر آپکا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئندہ رسالہ میں اسے اپنے لئے راہنما قرار دیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

اس امید کے ساتھ کہ آپ اسلام حقیقی سے بہتر طور پر آشنا ہوں۔

ولادت

خلیفہ دوم عمر کے زمانہ میں جب ایران مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا تو "یزدگرد" کی بیٹیوں کو مدینہ لایا گیا تمام لوگ مسجد میں جمع تھے کہ دیکھیں کیا فیصلہ کرتا ہے، خلیفہ نے انہیں فروخت کرنا چاہا مگر حضرت علیؑ نے اسے روکا اور عمر سے کہا، ان لڑکیوں کو آزاد کر وا تاکہ جس سے چاہیں شادی کریں، عمر نے حضرت علیؑ کی بات قبول کرلی اور فیصلہ دیا کہ جسکو چاہیں انتخاب کریں، ایک لڑکی نے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ کو اور دوسری نے امام حسن مجتبیٰ کو چن لیا، حضرت علیؑ نے حضرت امام حسینؑ سے فرمایا: "اس کا خاص خیال رکھنا" کیونکہ اسی کے بطن سے ایک امام پیدا ہوگا جو روئے زمین پر تمام مخلوقات خدا سے بہتر ہوگا اور باقی سب ائمہ کا باپ ہوگا،

پس تھوڑی مدت کے بعد علیؑ ابن حسین بروز جمعرات ۵ شعبان ۳۸ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے ان کا نام علی اور بعد میں زین العابدینؑ[1]، سجادؑ[2] کے لقب سے ملقب ہوئے،

---

[1] عبادت کرنے والوں کی زینت،

[2] جو زیادہ سجدے کرتا ہو۔

امام کی اخلاقی خصوصیات :- (۱) تقویٰ اور پرہیزگاری ، امام کی ایک خصوصیت تقویٰ اور پرہیزگاری تھی ، امام صادق نے فرمایا علی ابن الحسینؑ کردار میں فرزندان بنی ہاشم میں سب سے زیادہ حضرت علی سے مشابہ تھے آپ کے فرزند امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں ایک دن میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں گیا ۔ دیکھا کہ وہ عبادت الٰہی میں غرق ہیں ، آپ کا رنگ زرد اور آنکھیں زیادہ ، رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھیں ، قدموں پر ورم اور پنڈلیاں خشک ہو چکی تھیں ۔ میں نے عرض کیا والد گرامی آپ عبادت میں کیوں بے اختیار ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو کیوں اتنی زحمت و تکلیف میں ڈالتے ہیں ؟

میرے والد نے عرض کیا بیٹے میں جتنی بھی عبادت کروں آپ کے جد بزرگوار حضرت علیؑ کی عبادت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے طاؤوس یمانی کہتے ہیں میں نے امامؑ کو دیکھا کہ کعبہ میں سجدہ کر رہے ہیں کہ کہہ رہے ہیں :

"میرے اللہ تیرا بندہ تیرا محتاج ہے تیرے دروازے پر تیری رحمت و احسان اور بخشش کا منتظر کھڑا ہے "

(۲) **زندگی اور لوگوں کی تربیت کی طرف توجہ** :- امام زین العابدین اپنے جد بزرگوار کی طرح زمین کی آباد کاری اور کھجوروں کے باغات لگانے میں مشغول رہتے ہر کھجور کے پاس دو رکعت نماز ادا کرتے ۔ اور نماز کے وقت اتنا اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتے کہ غیر خدا کی طرف بالکل توجہ نہ رہتی ۔ ۲۰ دفعہ پیدل چل کر مکہ گئے اور ہمیشہ قرآنی تعلیمات کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت و

راہنمائی کرتے ۔ تمام عمدہ انسانی صفات آپ کے وجود مقدس میں جمع تھیں اور آپ بردباری، درگذر اور جانثاری کا مکمل نمونہ تھے ۔ سینکڑوں غریب اور فقیر گھرانوں کی کفالت فرماتے گھر کے سامنے ہر روز کئی گوسفند ذبح کرتے اور تمام غرباء میں تقسیم کر دیتے

جن کے پاس لباس نہ ہوتا انہیں لباس دیتے، مقروض کا قرض ادا کرتے مگر خود سادہ لباس اور غذا سے استفادہ کرتے ۔ ایک شخص امام زین العابدین کے پاس آیا اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا امام نے اس کے سامنے کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہ کیا اور فرمایا: " اے بھائی اگر تم سچ کہہ رہے ہو اور یہ صفات مجھ میں پائی جاتی ہیں تو خداوند مجھے معاف فرمائے اور میرے گناہوں سے درگذر کرے اور اگر تم جھوٹ کہتے ہو تو خداوند تجھے معاف کرے اور تیرے گناہوں سے درگذر فرمائے وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور امام سے معذرت خواہی کرنے لگا ۔ ابوحمزہ ثمالی امامؑ کے اصحاب میں تھا اسنے امام کے خادم سے کہا کہ مختصر طور پر امامؑ کے اخلاق میرے سامنے بیان کرو اس نے کہا کہ کئی سال سے میں امام کی خدمت کر رہا ہوں ان سے میں نے ہمیشہ سچ، درستی، تقویٰ اور پاکیزگی ہی دیکھی ہے، میرے مولا اتنی مشکلات کے باوجود لوگوں کا خیال رکھتے ہیں اور انکی مشکلات و پریشانیاں دور فرماتے ہیں ۔ "زید بن اسامہ" مرض الموت میں مبتلا تھا امامؑ اسکی عیادت کیلئے تشریف لے گئے زید رو رہا تھا جب امامؑ نے گریہ کا سبب پوچھا تو کہنے لگا میں ۱۵ ہزار دینار کا مقروض ہوں اور میری کل پونجی اس قرض کیلئے ناکافی ہے امامؑ نے فرمایا گریہ نہ کرو اور مطمئن رہو میں تمھارا سارا قرض ادا کر دونگا جب رات اپنے سیاہ پردے ڈال دیتی اور سب لوگ سو جاتے تو حضرت سجاد اٹھتے اور ایک برتن میں غذا رکھتے کندھے

پر ڈالتے اور اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے پھر اسکو غربا، کے گھروں میں لے جاتے اور انہیں عطا کرتے ۔ تقریباً مدینہ میں سو سے سرپرست خاندانوں کی کفالت کرتے اور ان میں سے اکثر بینوا اور زمین گیر تھے اور عجب یہ تھا کہ ان خاندانوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ ہماری کفالت کرنیوالے حضرت امام زین العابدین ہیں لیکن آپکی شہادت کے بعد جب مدد کا سلسلہ منقطع ہوا تو انہیں معلوم ہوا کہ ہمارے یاور و مددگار حضرت امامؑ تھے ۔

والد گرامی کے ہمراہ :- آپ کربلا کی طرف ہجرت کے آغاز سے ہی اپنے والد گرامی کے ہمراہ تھے اور قدم بقدم حضرت امام حسینؑ کے پیچھے چل رہے تھے حتیٰ جب عاشور کے روز امام حسینؑ نے ہل من ناصر ینصرنا کی صدا بلند کی تو آپ اٹھے تاکہ اپنے والد گرامی کی مدد کریں لیکن حضرت زینبؑ سامنے آگئیں اور فرمایا (آپ تنہا اس گھرانے کی نشانی ہیں اور امام حسینؑ کے بعد امام ہیں ہم سب کے سرپرست ہیں آپکا کام ہماری سرپرستی اور لوگوں تک شہدا کے پیغام کو پہنچانا ہے) اگرچہ کچھ نا آگاہ لوگ امامؑ کو بیمار، بے کار، اور ضعیف تصور کرتے ہیں لیکن وہ سخت غلطی پر ہیں چونکہ امامؑ کی بیماری مصلحت خدا تھی تاکہ دشمن کے ظلم سے محفوظ رہیں آپ کربلا کی زندہ تاریخ تھے اس لئے امام حسینؑ اور آپکے جانثار ساتھیوں کی شہادت کے بعد شمر کچھ بنی امیہ کے غلاموں کے ہمراہ خیمہ گاہ کی طرف آیا تاکہ پسماندگان کو بھی قتل کر دے چونکہ آپ بیمار تھے لہذا اسکے ہمراہیوں نے اعتراض کیا عمر سعد اس کے پیچھے آیا اور شمر کو اس جسارت کے باعث سرزنش کی اور امام کے خیام سے نکال کر کہنے لگا (یہ ایک بیمار شخص ہے وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں لہذا اسے رہنے دو)

تحریک کا آغاز امام کے جذبات کا ردعمل :- ۱۱ محرم ۶۱ھ کو صبح امام شہداء کے پسماندگان کے ہمراہ دشمن کے محاصرہ میں باہر تشریف لائے ظالموں نے آپ کے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں باندھ رکھے تھے اور شہداء کے سروں کو لوگوں کے نظارہ کے لئے باہر رکھے ہوئے۔ تاکہ آپ کی افسردگی اور پریشانی میں اضافہ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ امام زین العابدینؑ کربلا میں نہ ہوتے، تاکہ یزید کے مظالم کو نزدیک سے دیکھیں اور کوفہ و شام میں لوگوں تک پہنچائیں۔ تو بنی امیہ دنیا میں یوں رسوا نہ ہو سکتے، امام حسینؑ کے خاندان کے افراد (چند بیوقوف لوگوں کے نظریے کے خلاف جو آپکو شکست خوردہ تصور کرتے ہیں) جہاں بھی جاتے، اپنے انقلاب کی کامیابی اور یزید کی شکست کی باتیں کرتے اس سے بڑی اور کیا کامیابی ہو کہ دشمن بھی ان سے ڈرتا تھا اور جہاں بھی گفتگو کرتے لوگ اپنے احساسات اور جذبات و ادب کا اظہار کرتے لوگ انہیں آفرین کہتے اور دشمنوں سے اظہار نفرت کرتے۔

کوفہ میں امام کی تقریر :- اسراء کا کاروان جب کوفہ پہنچا تو سر اٹھا کر اپنے قد بلند کرتے تاکہ اسراء کو دیکھ سکیں امامؑ متوجہ ہو گئے کہ کوئی ہمیں نہیں پہچان رہے وگرنہ یہ اس قسم کا رویہ نہ اپناتے لہذا امامؑ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور لوگوں سے خاموشی کا تقاضا کیا سب نے خاموشی سے آپ کی طرف کان دھرے، پس اچانک یادگار حسین مظلوم نے لبوں کو حرکت دی اور فرمایا: " اے کوفہ والو! میں حسینؑ کا فرزند ہوں میں علیؑ و فاطمہؑ و پیغمبرؐ کا فرزند ہوں میں اس امام کا فرزند ہوں جسکے فرزندوں کو قتل کر دیا گیا اور اموال کو غارت کر لیا گیا اور خاندان کو اسیر کر کے آپ لوگوں کے سامنے لائے گئے ہیں،

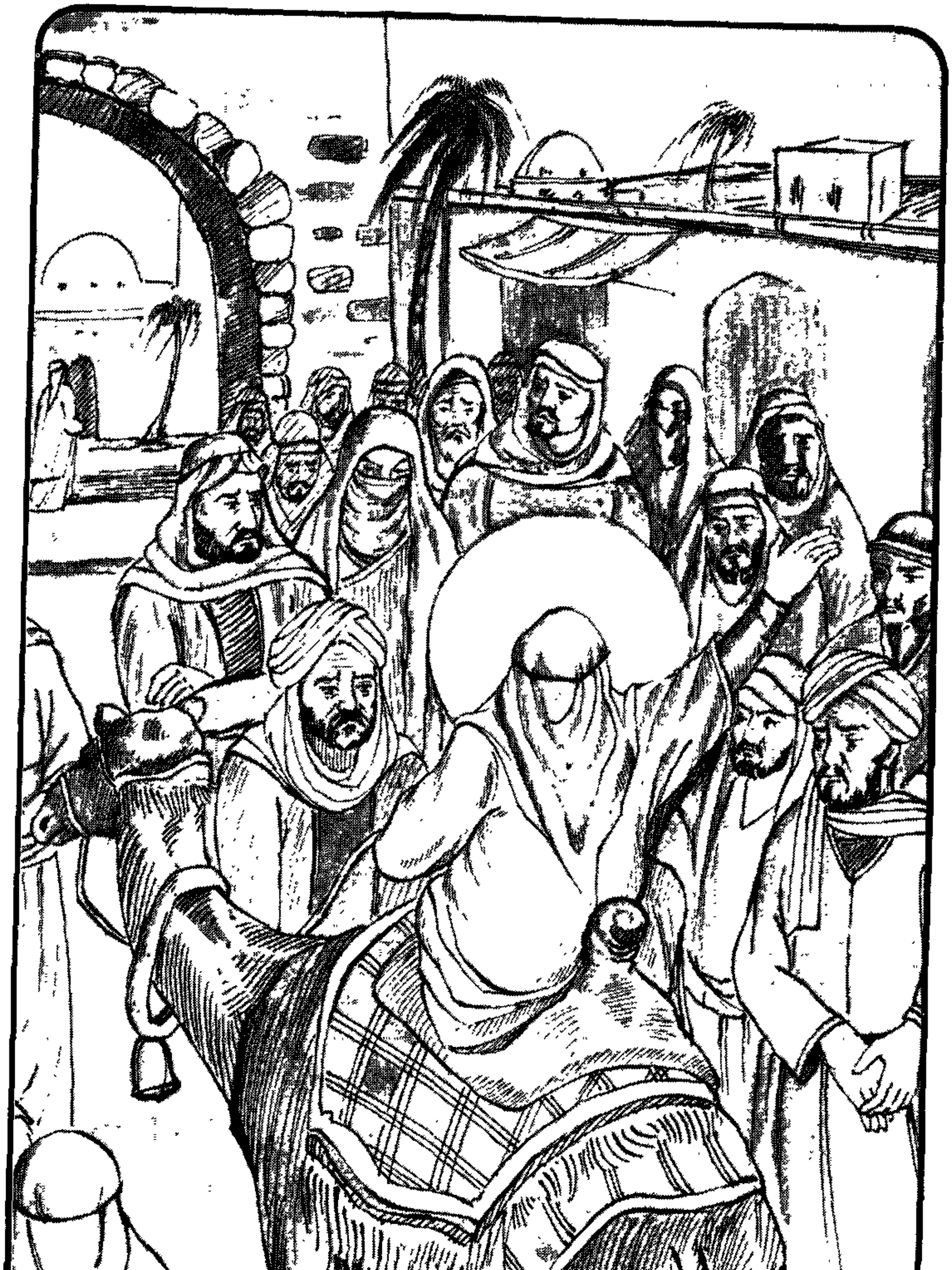

تم لوگوں نے میرے والدگرامی کو خط لکھے اور جب وہ تمھاری طرف آرہے تھے تم نے انہیں قتل کر دیا کل خدا و پیغمبر کو کیا جواب دو گے ؟ تم لوگوں نے پیغمبرؐ کے احترام کو مدنظر نہیں رکھا ان کے روح کو تکلیف پہنچائی ، افسوس ہے تم پر ، کتنے برے لوگ ہو ، اس خطاب سے امامؑ نے انکے سوئے ہوئے ضمیروں کو بیدار کیا ان کے دل پسیج گئے اور وہ رونے لگے آپ نے بنی امیہ کے جشن کو عزاء میں تبدیل کر دیا ۔

ابن زیاد کے دربار میں : سپاہیوں نے جب کوفہ شہر کے حالات کی دگرگونی کی خبر ابن زیاد کو دی تو اس نے حکم دیا کہ اسراء کو فوراً دربار میں لایا جائے ، زیاد کے پلید اور خود فروختہ بیٹے نے دربار میں بہت بڑے جشن کا پروگرام بنایا تھا اور کوفہ کے تمام شرفا ، وثروتمند لوگوں کو دعوت دی ، گئی تھی ، تاکہ اپنی طاقت کا مظاہرہ ان کے سامنے کر سکے ، اور پھر انہیں سے کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہو اور انہیں معلوم ہو جائے کہ جو بھی اسکی مخالفت کریگا اسکے ساتھ یہی سلوک کیا جائیگا ،

اسی وقت امام حسینؑ کے پسماندگان کو دربار میں لایا گیا ، سب حاضرین انکی طرف دیکھنے لگے اور اسوقت تعجب کی انتہا نہ رہی جب انہیں سے کسی نے بھی کوفہ کے جلاد (ابن زیاد) کیطرف توجہ نہ کی ابن زیاد پر غصہ غالب آگیا اور وہ آپ کی بے احترامی کرنا چاہتا تھا لیکن اسے جرات نہ ہو سکی ، حضرت سجاد اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا : " اے ابن زیاد آج جبکہ تم تخت حکومت پر براجمان ہو اور اولادِ پیغمبر تیرے سامنے کھڑے ہیں یہ نہ سمجھو کہ ہماری نظر میں تمھاری کوئی اہمیت ہے یہ جملہ اتنا کارگر ثابت ہوا کہ کوفہ کا ظالم حاکم اں ہاتھ پاؤں مارنے لگا ، اس نے بدکلامی کی اور دھمکیاں دینا شروع کر دیں

اور حکم دیا کہ امام سجادؑ کو قتل کر دو لیکن اسرار اور حاضرین کے اعتراض و مخالفت کیوجہ سے یہ کام نہ کر سکا لیکن، امام اسکی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے «تم ہمیں قتل سے ڈراتے ہو جانو کہ قتل ہو جانا ہماری عادت اور شہادت ہمارے لئے کرامت ہے» ابن زیاد کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہے اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ یہ حکم دے کہ انہیں جلدی دربار سے باہر لے جاؤ

جب پلید [illegible] آل پیغمبرؐ تھکے ماندے افسردہ و پریشان تھے سب ایک رسی میں بندھے ہوئے دربار یزیدؑ میں لائے گئے انہوں نے جو رویہ ابن زیادؑ کے ساتھ کیا وہی یزید کے ساتھ بھی۔ کسی نے بھی یزیدؑ کی پرواہ نہ کی اسوقت امامؑ نے سر بلند کر کے فرمایا: اے یزید تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر رسولؐ اسلام اسوقت ہمیں دیکھیں تو تیرے ساتھ کیا کرینگے اور تو انہیں کیا جواب دے گا۔ امامؑ کے اس جملہ نے حاضرین کو رلادیا۔ اور یزید پر وحشت طاری ہو گئی اس نے حکم دیا کہ فوراً رسیاں کھول دی جائیں پھر اسنے بدگوئی شروع کر دی لیکن مظلوم کربلا کے بچوں حضرت سجاؑ نے کھڑے ہو کر اسے اور اس کے خاندان کو رسوا کرنا شروع کر دیا یہانتک کہ خود اس کے گھر سے فریاد، اعتراض اور رونے کی صدائیں آنے لگیں اور یہ گریہ و اعتراض وہ مشت محکم تھیں کہ جو یزیدؑ کے سر پر لگ کر اسے خواب مستی سے بیدار کر رہے تھے اس نے محسوس کر لیا کہ اگر کچھ دیر اور آلِ رسولؐ اس حالت میں دربار میں رکھا گیا تو انقلاب آجائیگا اور اس کی زندگی کا خاتمہ بھی ـــــــ

وہ ایک طرف یہ دیکھ رہا تھا کہ لوگ اس سے ناراحت اور اس پر اعتراض کر رہے ہیں اور دوسری طرف اسکی کوشش تھی اپنی جنایات اور مظالم سے کسی طرح اپنے آپ کو بری قرار دے، پس

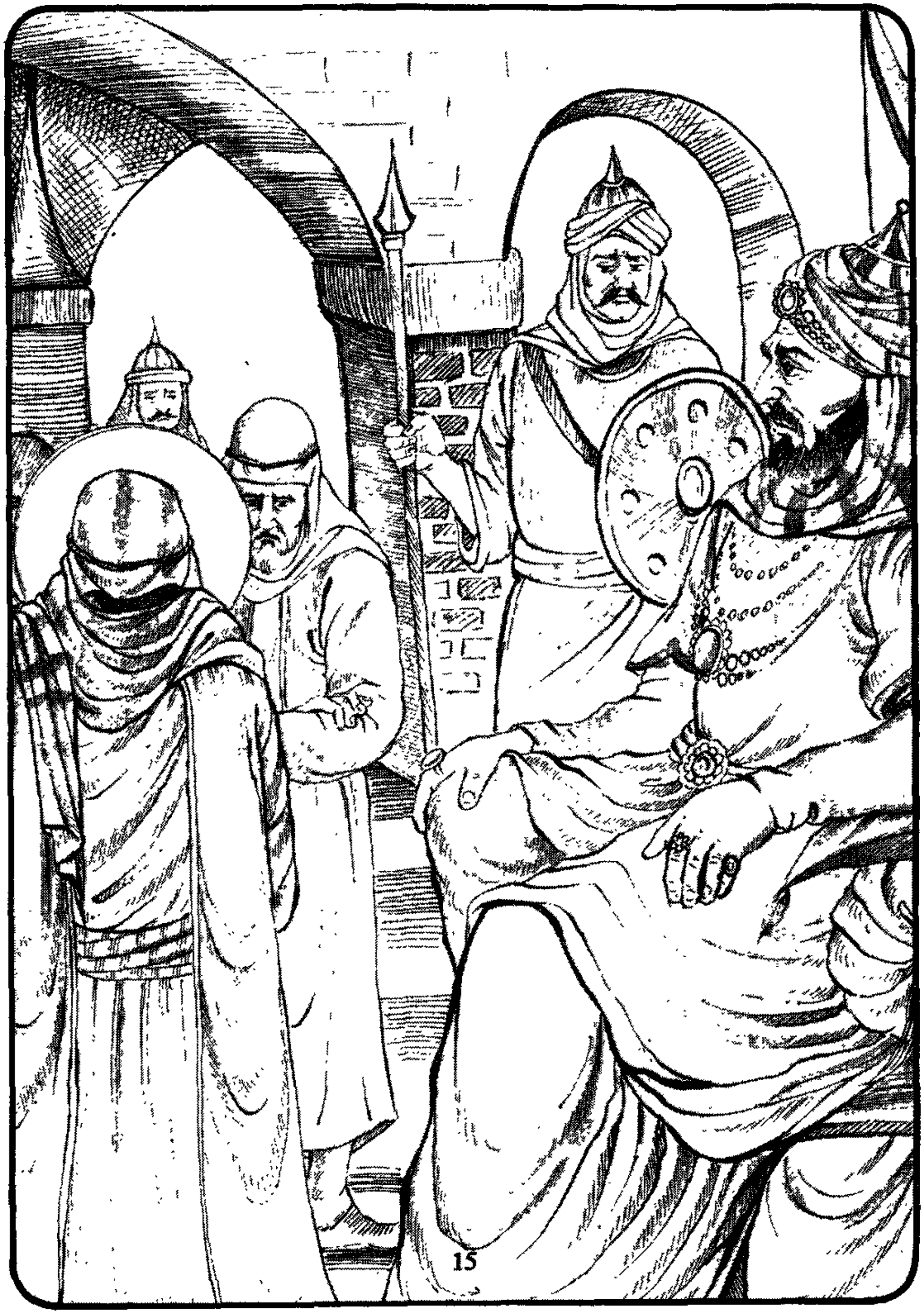

بلند آواز سے کہنے لگا خدا ابن زیاد پر لعنت کرے، میں امام حسینؑ کے قتل اور ان کی اولاد کی اسارت پر راضی نہ تھا لیکن وقت اس کے ہاتھ سے جا چکا تھا اور سب جان چکے تھے کہ اصل جنایت کار اور ظالم خود یزید ہے فوراً یزید نے حکم دیا کہ آل رسولؐ کو اس مکان میں لے جایا جائے جو پہلے سے انکے لئے تیار کیا گیا ہے تاکہ اس سے زیادہ رسوائی نہ ہو، اولاد رسولؐ کو غیر مناسب مقام پر رکھا گیا لیکن وہ وہاں پر خاموش نہ رہے اور ہر لحظہ لوگوں کو یزید کے مظالم سے آگاہ کرتے رہے یہانتک کہ اس مبارزہ وجہاد میں امام حسینؑ کی تین سالہ بچی رقیہ کا بھی اہم کردار تھا۔

امام مسجد شام میں :- ایکدن یزید نے اپنی شکست کا جبران کرنیکے لئے مسجد شام میں عظیم محفل کا پروگرام تشکیل دیا، خود فروختہ گانے والوں کو اس نے حکم دیا کہ میری تعریف اور آل رسولؐ کے خلاف گائیں اور اسطرح لوگوں کو اپنے مظالم کے بارے میں خوش بین کر سکے، اور یوں اولاد رسولؐ کو قصور وار ٹھہرا کر لوگوں کی نظروں میں انکی اہمیت کو ختم کرے، حضرت امام سید سجاد ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے اور باتیں سن رہے تھے جب گانے والوں نے یزید کی تعریف کی اور آلِ رسولؐ کے خلاف زبان درازی کی تو حضرت نے باآواز بلند فرمایا (اے خیانت کار مزدور تجھ پر لعنت ہو یزید کی خوشنودی کیلئے تو نے خدا کو ناراض کیا ہے اور تو نے اپنے لئے جہنم کی راہ ہموار کی ہے)

پھر آپ نے یزید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (مجھے اجازت دے کہ میں ان لکڑیوں پر جا کر ایسی گفتگو کروں جس سے خدا بھی راضی ہو اور لوگ خوشحال ہوں) پہلے یزید نے توجہ نہیں کی، اور اجازت نہیں دی لیکن محفل میں حاضر لوگوں نے تقاضا کیا کہ اجازت دو مجبور ہو کر اس نے اجازت دی

لیکن اس کے دل میں طوفان برپا تھا کہ اب کیا ہوگا ؟

امامؑ منبر پر تشریف لائے اور خداوند قدوس کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: لوگو خدا نے ہمیں علم، بردباری سخاوت، شجاعت ایمان و تقویٰ عطا فرمایا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیئے پیغمبر اسلام ہم میں سے ہیں علی اور جعفر طیار ہم میں سے ہیں حضرت حمزہ سید الشہدا، امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہم میں سے ہیں ایک ہی دفعہ لوگوں میں عجیب کیفیت پیدا ہو گئی دل دھڑکنے لگے اور لوگ امام کیطرف دیکھنے لگے عجب یہ ہے کہ ہمیں تو یہ کہا گیا تھا کہ یہ خارجی ہیں جنھوں نے حکومت وقت کے خلاف قیام کیا ہے گویا ہم سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ یہ تو زمین پر بہترین مخلوق خدا ہیں امام کے بعد والے کلمات نے زیادہ آگاہی عطا کی آپ نے فرمایا: میں فرزند مکہ و منیٰ ہوں میں فرزند زمزم و صفا ہوں (یعنی سب کا ہمارے ساتھ تعلق ہے) میں اس کا فرزند ہوں جو معراج پر گیا میں رسولؐ خدا کا فرزند ہوں میں علیؑ مرتضیٰ و فاطمۃ الزہراؑ کا فرزند ہوں میں اس حسینؑ کا فرزند ہوں جو کربلا میں بغیر کسی جرم و گناہ کے قتل کر دیا گیا ــــ جب عقدے حل ہوئے تو یک دم لوگوں کے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں یزیدؔ نے اپنے آپ کو محاصرہ میں پایا تو موذن کو کہنے لگا اذان دو، اذان شروع ہو گئی موذن نے کہا اللہ اکبر آپ نے فرمایا کوئی شیٔ اللہ تعالیٰ سے بزرگ نہیں موذن نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ آپ نے فرمایا میرا گوشت پوست ہڈیاں یہ گواہی دیتی ہیں موذن نے کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ آپ نے فرمایا اے موذن تجھے اس پیغمبرؐ کا واسطہ جس کا نام لے رہا ہے ذرا ٹھہر جا پھر آپ نے یزیدؔ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (اے یزیدؔ جس پیغمبرؐ کا نام لے رہے ہیں وہ میرے نانا ہیں یا تیرے ؟ اگر تو یہ کہے کہ میرے نانا ہیں تو جھوٹ کہتا ہے اور اگر تو کہے کہ یہ تیرے نانا ہیں تو پھر کربلا

میں انکی اولاد کو تو نے کیوں قتل کیا اور اس کے بچوں کو کیوں اسیر کیا، یزیدؔ جب جواب نہ دے سکا تو لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے نماز شروع کر دی اور امام چند شامیوں کے ہمراہ اعتراض کے طور پر مسجد سے نکل گئے ــــ امامؑ کی گفتگو انکی موثر واقع ہوئی کہ یزیدؔ اہل بیت پیغمبرؐ کو واپس مدینہ بھیجنے پر مجبور ہو گیا اور یہاں ہی سے بنی امیہ اور یزیدؔ کی حکومت کے خلاف لوگوں نے علم جہاد بلند کر دیا اور واضح ہے کہ اس تحریک کا مرکزی نقطہ حضرت امام سجادؑ کا یہ اقدام تھا مدینہ میں بھی یزیدؔ کے خلاف شورش بپا تھی، یزیدؔ نے قتل عام کے ذریعہ اس انقلاب کا راستہ روکنے کا پروگرام بنایا لیکن وہ بے فائدہ رہا، چنانچہ اس نے مسلم بن عقبہ نامی پلید ترین شخص کی قیادت میں کئی سپاہی مدینہ بھیجے اور اسکو مکمل اختیارات بھی دیئے اور اس نے اپنے سپاہیوں کے ہمراہ مسلسل تین دن لوگوں کے گھروں پر وحشیانہ حملے کئے لوگوں کے اموال غارت کئے گئے اور تقریباً دس ہزار لوگوں کو شہید کر دیا گیا لیکن انہیں سے کوئی قدم بھی موثر ثابت نہ ہوا اور اس کے بعد کوئی دن بھی یزیدؔ خوشی سے نہ گذار سکا اور موت کے نزدیک ہوتا گیا اور بالآخر ۶۴ھ میں یزید کی سیاسی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد اسکا بیٹا اس کا جانشین قرار دیا گیا لیکن چالیس دن کے بعد اپنے والد کے مظالم اور خاندان کی بے عزتی کے سبب اس نے حکومت سے استعفیٰ دیدیا ادھر عبداللہ بن زبیر جو کہ مدت سے خلافت کا خواہشمند تھا مکہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حکومت پر قابض ہو گیا اور شام میں مروان نے قبضہ کر لیا طاقت کی جنگ شروع ہو گئی اور یہ ایک دوسرے کو نابود کرنیکے لئے اپنے کو تیار کر رہے تھے کچھ مدت بعد مروان بھی مر گیا اور اسکا بیٹا عبدالملک اسکی جگہ پر بیٹھا اور اس نے حکومت پر کنٹرول کرنیکے بعد ۷۲ھ میں مکہ کا محاصرہ

کیا اور عبد اللہ بن زبیر کو قتل کر دیا عبد الملک نہایت پست اور بخیل شخص تھا اس کے ہاں رحم اور انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی ایک دن اسنے مسیب سے کہا (اچھے کام مجھے اچھے نہیں لگتے) عبد الملک کے مظالم میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کوفہ اور بصرہ میں حجاج جیسے بے رحم و تنگ دل شخص کو حاکم بنایا اس نے تھوڑی مدت میں ایک لاکھ بیس ہزار شیعیان علیؑ کو شہید کیا اور بہت زیادہ مقدار میں لوگوں کو زندان میں قید کر دیا ــــ عبد الملک حضرت سجاد کا ہمیشہ تعاقب کرتا اور گرفتاری کے بہانے تلاش کرتا بالآخر اس نے گرفتار کر کے شام طلب کیا لیکن لوگوں کے اعتراض کیوجہ سے مجبور ہو کر اس نے حضرت سجادؑ کو واپس مدینہ بھیجدیا ــ

امام اور ہشام :ـ عبد الملک کئی سال ظلم بھری زندگی گذار کر اس دنیا سے چلا گیا اور اس بیٹا ہشام اسکی جگہ پر حاکم قرار پایا وہ ایک دفعہ ایام حج میں مکہ گیا تاکہ (اسکے اپنے قول کے مطابق) خانۂ خدا کی زیارت بھی کرے اور سادہ لوح افراد کو دھوکہ بھی دے چنانچہ جب طواف کرنے لگا تو زیادہ ہجوم کیوجہ سے طواف نہ کر سکا مجبور ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا تاکہ ہجوم ختم ہو جائے اچانک امام سجادؑ حرم میں تشریف لائے لوگوں نے درود بھیجا اور آپ کے لئے راستہ بنایا حضرت طواف کے بعد حجر اسود کیطرف گئے تاکہ اس کا بوسہ لیں ہشام نے جب یہ دیکھا تو بہت پریشان ہوا اور بے اعتنائی سے کہنے لگا یہ شخص کون ہے ؟ میں اسے نہیں جانتا "فرزدق" آزاد شاعر نے فوراً ہشام کیطرف دیکھکر کہا (اے ہشام مجھے تعجب ہے کہ تو اسے کیوں نہیں جانتا اگر تو اسے نہیں جانتا تو میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں سن میں تجھے بتلاؤں کہ وہ کون ہے ، یہ وہ ہیں کہ جسے سرزمین مکہ اور حرم خدا وند جانتے ہیں یہ

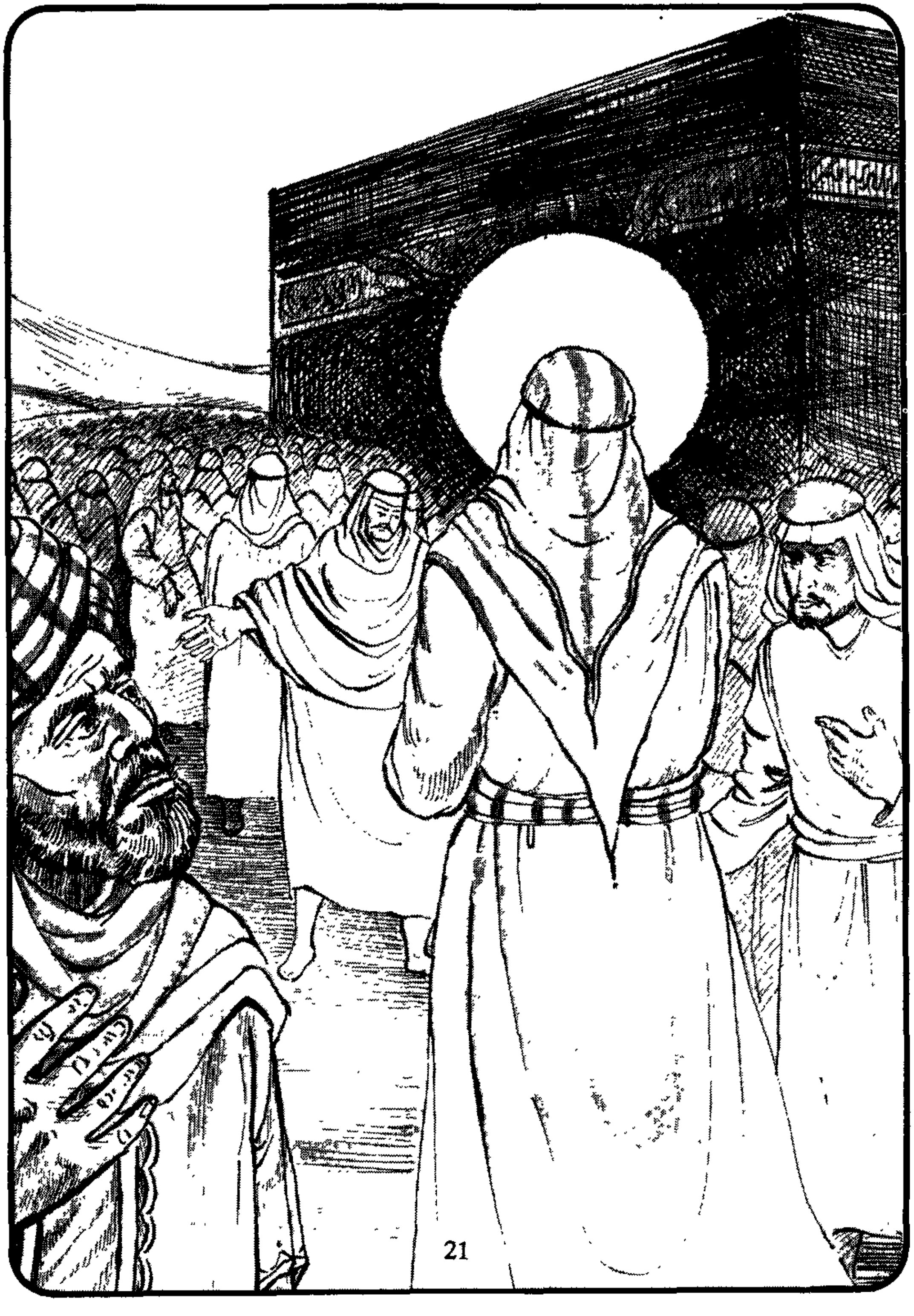

وہ ہیں کہ جن کے جدنامدار رسول اسلام ہیں خدا ان پر درود بھیجتا ہے یہ بہترین بندگان خدا کے فرزند ہیں یہ وہ مشہور پرہیزگار ہیں ، اور تو کہتا ہے کہ میں انہیں پہچانتا ۔ انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر تو انہیں پہچانتا تو عرب وعجم تو انہیں پہچانتے ہیں ، ہشام کو فرزدق کی گفتگو سے سخت غصہ آگیا اور اس نے حکم دیا کہ اسے جیل بھیجدیا جائے امامؑ نے جیل میں اسکے لئے ہدیے بھیجے اس کی زحمات کی قدردانی کی اور ایک دن اسے جیل سے رہا کروادیا ۔

حضرت امام سجّاد اور صحیفۂ سجادیہ :۔ جب امام سخت مشکلات اور محاصرہ میں تھے تو آپ نے اپنے مطالب کو دعا کی شکل میں پیش کرنا شروع کردیا آپکی دعاؤں کو صحیفہ سجادیہ میں جمع کیا گیا ہے یہ کتاب اگرچہ ظاہراً ایک کتاب ہے مگر یہ علمی ، ریاضی ، طبیعی ، فلکی ، اجتماعی ، سیاسی اور اخلاقی مطالب کا دریا ہے اسمیں حقیقی مشکلات اور تکالیف کا بیان ہے ہم بطور نمونہ چند مختصر اور سادہ جملات کا ترجمہ کئے دیتے ہیں ۔

(۱) خدایا میں اپنی زندگی میں حسد ، غصہ ، فضول خرچی اور پرہیزگاری کی کمی سے تیری بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں ، خدایا اگر میری زندگی تیری اطاعت میں گذرے تو مجھے زندہ رکھنا اور اگر شیطان کی چراگاہ بن جائے تو مجھے اپنی طرف لے جا اور میری جان لے لینا ۔

(۲) اے بیٹا والدین کی عزت کرو ! کیونکہ اگر باپ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے اور ماں کو دیکھو ! کہ جو ہر لحاظ سے تمھاری حفاظت کرتی ہے اسے کوئی پرواہ نہیں کہ وہ خود بھوکی رہتی ہے اور تجھے سیراب کرتی ہے خود اچھے کپڑے نہ پہنکر تجھے پہناتی ہے خود دھوپ میں رہ کر تجھے سایہ مہیا کرتی

سے ہے تم اس کا اجر نہیں دے سکتے بلکہ صرف خدا ہی اس کا اجر دے سکتا ہے ،
(۳) اپنی اولاد کا خیال رکھیں چونکہ نیک و بد ہر دو صورت میں اس کا تیرے ساتھ تعلق ہے اور تم اس کی تربیت و راہنمائی کے ذمہ دار ہو ،
(۴) اپنے بہن بھائیوں پر شفقت و مہربانی کریں کیونکہ وہ تیرے بازو تیری عزت اور طاقت ہیں دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد اور خیر خواہی کرو!
(۵) استاد کا احترام کرو! اسکے سامنے ادب سے بیٹھو! اور اسکی گفتگو توجہ سے سنو! اس کے سامنے بلند آواز میں گفتگو نہ کرو! نیز اگر کوئی اس سے سوال کرے تو اگرچہ تجھے اس کا جواب معلوم ہو پھر بھی اس سے پہلے بات نہ کرو!
(۶) ہمسایہ کا احترام کرو! اسکی مدد کرو! اگر اس کا کوئی عیب دیکھو تو اسے چھپاؤ! اور لغزشوں میں اسے نصیحت کرو!
(۷) اپنے دوست کیساتھ انصاف کرو! اور اسے ایسے چاہو جیسے وہ تمھیں چاہتا ہے اگر گناہ کرنے لگے تو اسے منع کرو! ہمیشہ اس کے لئے رحمت بنو! نہ عذاب ،

امام کی شہادت :۔ امام بزرگوار حضرت سجاد ۲۵ محرم الحرام ۹۵ سنہ ہجری کو ۵۷ سال کی عمر میں اتنی مشکلات و مصائب برداشت کرنیکے بعد ہشام بن عبدالملک کے ذریعہ زہر دیکر شہید کر دیئے گئے اور جنت البقیع میں حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پہلو میں دفن کر دیئے گئے اور آج انکی قبر انکے چاہنے والوں کی زیارت گاہ ہے ۔

مشخصات امامؑ

نام	علیؑ
لقب	سجّاد و زین العابدین ،
کنیت	ابو محمد
والد کا نام	حضرت امام حسین علیہ السلام
ولادت	۳۸ ہجری
مدت امامت	۳۵ سال
عمر	۵۷ سال
شہادت	۹۵ ہجری میں ہشام بن عبدالملک کے حکم پر زہر کے ذریعے شہید کئے گئے ۔
مدفن	قبرستان جنت البقیع

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے

۱ ۔ آپ امامؑ کے خصوصیات سے کیا کچھ جانتے ہیں ؟

۲ ۔ امام کیوں بیمار ہوئے ؟

۳ ۔ کوفہ و شام میں امام نے کیا مطالب بیان کیئے ؟

۴ ۔ فرزدق نے امام کی کیونکر تعریف کی ؟

۵ ۔ ظالم حکام کیوں امام کو زیرِ نظر رکھتے تھے ؟